QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ کا سماجی و فلاحی نظم: صحاحِ ستہ کی روشنی میں ایک تجزیاتی مطالعہ

The Social and Welfare Governance of Al-Masjid An-Nabawi: An Analytical Study in the light of the Sihah Al-Sittah

Mr. Buzarg Zaman
Doctoral Candidate, Dept. of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal, Upper Dir, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: buzargzaman1122@gmail.com
Dr. Ilyas Ahmad
Lecturer, Dept. of Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal, Upper Dir, Khyber Pakhtunkhwa, Pakistan.
Email: Ilyasahmad99@gmail.com

Submission Date: 26 Feb 2026
Review Date: 28 Feb 2026
Acceptance Date: 05 March 2026
Publication Date: 25 Mar 2026

Article Link: https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/307

Abstract:

During the Prophetic era, Al-Masjid An-Nabawi was not merely a ritualistic place of worship but the central axis of the social, educational, and administrative governance of the State of Madinah. This article presents an analytical study of the Mosque's multifaceted social and welfare role as depicted in the *Sihah Al-Sittah* (the six authentic collections of Hadith). Adopting a descriptive and analytical research methodology, the study explores how this sacred space functioned as a dynamic platform for organized educational circles, a sanctuary for the homeless (*Ashab Al-Suffah*), a hub for emergency medical services, and a center for judicial and diplomatic affairs. The research highlights the administrative framework of the mosque that integrated spiritual values with material well-being. The findings conclude that the Prophetic model of Al-Masjid An-Nabawi provides a foundational blueprint for establishing an integrated social welfare system in the contemporary era, emphasizing the need to revitalize the Mosque's role as a center for community development and social rehabilitation.

Keywords: Al-Masjid An-Nabawi, Sihah Al-Sittah, Social Welfare, Prophetic Governance, Madinah State, Community Development

1. مقدمہ اور پس منظر (Introduction and Background)

اسلامی تمدن میں مسجد محض ایک مذہبی علامت یا انفرادی عبادت گاہ نہیں ہے، بلکہ یہ اسلامی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور انتظامی زندگی کا سرچشمہ ہے۔ ہجرتِ مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جس اہم ترین ریاستی و سماجی منصوبے کی بنیاد رکھی، وہ مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر تھی۔ یہ مقدس عمارت دراصل اس نوزائیدہ اسلامی ریاست کا وہ "سماجی و فلاحی مرکز" (Welfare Hub) تھی جہاں سے ایک جامع معاشرتی انقلاب کا آغاز ہوا۔ صحاحِ ستہ کی مرویات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ مسجدِ نبوی ﷺ عہدِ رسالت میں ایک ایسی فعال اور ہمہ گیر اکائی کے طور پر ابھری جس نے سیاست، معیشت، تعلیم اور رفاہِ عامہ کے تمام بکھرے ہوئے پہلوؤں کو ایک مربوط "نظامِ حکمرانی" (Governance System) کے تحت جمع کر دیا۔ یہ مقام نہ صرف مسلمانوں کی روحانی تسکین کا مرکز تھا، بلکہ اسے ریاستِ مدینہ کے "سیکرٹریٹ"، "عدلیہ"، "تعلیمی مرکز" اور "سوشل ویلفیئر بیورو" کی حیثیت حاصل تھی۔

تاریخی طور پر دیکھا جائے تو مدینہ منورہ (سابقہ یثرب) کی سماجی زندگی میں مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر نے ایک ایسا توازن پیدا کیا جس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بنو نجار کی اس زمین کو مسجد کے لیے منتخب فرمایا جو یتیموں کی ملکیت تھی۔ آپ ﷺ نے خود اس کی تعمیر میں ایک عام فرد کی طرح حصہ لے کر سماجی برابری اور محنت کی عظمت کا وہ تصور پیش کیا جس نے قبائلی عصبیتوں کو ختم کر کے ایک "کمیونٹی سسٹم" کی بنیاد رکھی۔ مسجد کی ابتدائی سادہ عمارت، جو کچی اینٹوں اور کھجور کے ستونوں پر مشتمل تھی، درحقیقت ایک ایسے عالمی سماجی و فلاحی نظم کا پیش خیمہ تھی جہاں امیر و غریب، عربی و عجمی اور معذور و تندرست سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر معاشرتی استحکام کا نمونہ پیش کرتے تھے۔ زیرِ نظر مطالعہ میں صحاحِ ستہ کی مستند روایات کی روشنی میں اسی تاریخی اور انتظامی پس منظر کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ کس طرح ایک مسجد نے بکھرے ہوئے عرب معاشرے کو ایک منظم اور فلاحی ریاست کے قالب میں ڈھال دیا۔

2. منہجِ تحقیق (Research Methodology)

اس مقالے کی تیاری میں علمی و تحقیقی معیار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے توصیفی (Descriptive) اور تجزیاتی (Analytical) منہج اختیار کیا گیا ہے۔ تحقیق کا بنیادی مدار "صحاحِ ستہ" کی مستند مرویات پر رکھا گیا ہے، جن سے مسجدِ نبوی ﷺ کے سماجی، تعلیمی، رفاہی اور قانونی نظم سے متعلق نصوص کا علمی استخراج (Extraction) کیا گیا ہے۔ طریق کار کے مطابق سب سے پہلے لائبریری ریسرچ کے ذریعے ان تمام ابواب اور احادیث کو یکجا کیا گیا ہے جن کا تعلق براہِ راست مسجد میں انجام پانے والی سماجی سرگرمیوں سے ہے، جس کے بعد ان مرویات کی درجہ بندی (Categorization) کر کے "استنتاجِ نتائج" کے اسلوب پر ان کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ مزید برآں، تحقیق کی جامعیت اور تمدنی پس منظر کی وضاحت کے لیے مستند شروحِ حدیث اور تاریخِ مدینہ کے بنیادی مصادر سے بھی استفادہ کیا گیا ہے تاکہ احادیث کے سماجی سیاق و سباق (Social Context) کو جدید انتظامی تناظر میں واضح کیا جا سکے۔

3. مسجدِ نبوی ﷺ کے سماجی و فلاحی نظم کے کثیر الجہاتی مظاہر: مرویاتِ صحاحِ ستہ کا تجزیہ

3.1. تعلیمی و تربیتی مرکز (Educational and Training Center)

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ محض ایک عبادتی مقام نہیں تھی، بلکہ یہ اسلامی ریاست کے سب سے بڑے تعلیمی اور تربیتی مرکز کے طور پر کام کر رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو علم و حکمت کی ترویج کے لیے ایک ایسی فعال اکائی بنا دیا تھا جہاں سے فکری اور سماجی انقلاب کی بنیاد رکھی گئی۔ صحاحِ ستہ کی مرویات اس تعلیمی کردار کے مختلف پہلوؤں کی تفصیل فراہم کرتی ہیں:

- **حصولِ علم بحیثیتِ جہاد:** رسول اللہ ﷺ نے مسجدِ نبوی میں تعلیم و تعلم کی غرض سے آنے والوں کو خاص سماجی اور دینی رتبہ عطا فرمایا۔ سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا» :مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا، لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ" «جو میری اس مسجد میں صرف اس نیت سے آئے کہ کوئی خیر (علم) سیکھے یا سکھائے، تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے (مجاہد) کے رتبے پر ہے"[1]۔ اس فرمان نے حصولِ علم کو ایک مقدس سماجی فریضہ بنا دیا، جس کے نتیجے میں مسجد ہر وقت علمی پیاس بجھانے والوں کا محور بنی رہی۔
- **منظم درسگاہ اور علمی حلقے:** مسجدِ نبوی میں باقاعدہ علمی حلقے قائم تھے جہاں صحابہ کرامؓ گروہوں کی صورت میں بیٹھ کر قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کرتے تھے[2]۔ ان تعلیمی سرگرمیوں میں منظم کردار "اصحابِ صفہ" کا تھا، جو مسجد کے ایک مخصوص حصے میں مقیم تھے اور ان کا اوڑھنا بچھونا صرف تعلیم و تعلم اور جہاد تھا[3]۔ صحیح مسلم کے مطابق ان میں سے ستر انصاری صحابہ "القراء" (قاری) کے لقب سے مشہور تھے، جو راتوں کو قرآن کا مطالعہ کرتے اور ایک دوسرے کو پڑھاتے تھے» :يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَتَدَارَسُونَ بِاللَّيْلِ يَتَعَلَّمُونَ» [4]۔
- **خواتین کی تعلیم و تربیت:** مسجدِ نبوی ﷺ کا تعلیمی کردار صرف مردوں تک محدود نہ تھا بلکہ خواتین کی تعلیم کے لیے بھی وہاں خصوصی سماجی انتظام موجود تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خواتین نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا» :غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ، فَاجْعَلْ لَنَا يَوْمًا مِنْ نَفْسِكَ" «مرد آپ ﷺ سے (استفادہ کرنے میں) ہم پر غالب آ گئے ہیں، لہٰذا آپ ﷺ (خصوصی طور پر) اپنے پاس سے ہمارے لیے بھی ایک دن مخصوص فرما دیں"[5]۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک دن اور جگہ مقرر فرمائی جہاں آپ ﷺ انہیں وعظ فرماتے اور احکامِ الٰہی سکھاتے تھے[6]۔ ملا علی قاریؒ اس مقام کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے لیے جو جگہ متعین فرمائی وہ مسجد کا کوئی حصہ تھا یا کسی کا گھر («أَيْ: مِنَ الْمَسْجِدِ أَوِ الْبَيْتِ«)[7] حضرت عائشہؓ انصاری خواتین کے علمی شوق کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں» :نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَسْأَلْنَ عَنِ الدِّينِ، وَأَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِيهِ" «بہترین عورتیں انصارؓ کی عورتیں ہیں جنہیں دین کے بارے میں سوال کرنے اور تفقہ حاصل کرنے سے حیا نے نہیں روکا"[8]۔ خواتین کے مسائل اور فقہی احکامات کے لیے مسجدِ نبوی ﷺ ایک ایسی جگہ تھی جہاں وہ بلا جھجھک آ کر سوالات کر سکتی تھیں۔[9]

3.2. سماجی تحفظ اور رفاہی کردار: اصحابِ صفہ کا مطالعہ (Social Security and Welfare Role)

روایات سے ثابت ہے کہ عہدِ نبوی میں مسجدِ نبوی ﷺ ایک جامع رفاہی مرکز (Social Welfare Center) اور سماجی پناہ گاہ تھی، جہاں معاشرے کے معذور، بے گھر اور ضرورت مند طبقات کی نہ صرف کفالت کی جاتی تھی بلکہ انہیں باعزت سماجی مقام بھی فراہم کیا جاتا تھا۔ صحاحِ ستہ کی مرویات اس رفاہی کردار کے درج ذیل پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہیں:

- **اصحابِ صفہ کا قیام اور پناہ گاہ:** مسجدِ نبوی کے عقبی حصے میں ایک چبوترا "صفہ" کے نام سے مخصوص تھا، جو ان غریب اور بے گھر مسلمانوں کا ٹھکانہ تھا جن کا مدینہ میں کوئی ذاتی مکان یا رشتہ دار نہ تھا۔ صحیح بخاری کے حاشیہ پر اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:«الصُّفَّةُ سَقِيفَةٌ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مَسْكَنَ الْغُرَبَاءِ وَالْفُقَرَاءِ» (صفہ مسجدِ نبوی میں

ایک سایہ دار جگہ تھی جو مسافروں اور فقراء کا مسکن تھی) [10]۔ صحیح مسلم میں ہے "أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوا نَاسًا فُقَرَاءَ" "بے شک اصحاب صفہ غریب لوگ تھے"۔[11] ان حضرات کو "اضیاف الاسلام" (اسلام کے مہمان) کہا جاتا تھا [12]۔ ان کی سماجی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود ان کی ضیافت فرماتے اور دیگر صحابہؓ کو بھی ان کی کفالت کی ترغیب دیتے تھے [13]۔ صحیح مسلم کے مطابق ان میں سے ستر انصاری صحابہ (القراء) دن کو مسجد میں پانی لانے اور لکڑیاں کاٹ کر بیچنے جیسی خدمات انجام دیتے تھے تاکہ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی سے اصحابِ صفہ اور دیگر غرباء کے لیے کھانا خریدا جا سکے: «وَيَشْتَرُونَ بِهِ الطَّعَامَ لِأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ»[14]۔

- **غرباء کی کفالت اور نظامِ صدقات:** مسجدِ نبوی میں مالی وسائل کی جمع آوری اور تقسیم کا ایک منظم نظام موجود تھا۔ بحرین سے آنے والا کثیر مال مسجد کے صحن میں پھیلا دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد وہیں بیٹھ کر اسے ضرورت مندوں میں تقسیم فرمایا [15]۔ اسی طرح مسجد میں رفاہی مقصد کے لیے کھجوروں کے خوشے (قنو) لٹکانے کا رواج تھا تاکہ بھوکے اور مسافر اس سے اپنی حاجت پوری کر سکیں۔ سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان خوشوں کا معائنہ فرمایا اور صدقہ میں ردی کھجوریں دینے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: «لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا» (اگر اس صدقہ کا مالک چاہتا تو اس سے بہتر صدقہ کر سکتا تھا) [16]۔ یہ مسجد کے رفاہی انتظام کے تحت کوالٹی کنٹرول کی ایک مثال تھی۔
- **بطور مہمان خانہ اور مرکزِ وفود:** مسجدِ نبوی مدینہ میں آنے والے اجنبی مسافروں اور مختلف قبائل کے وفود کے لیے ایک "اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس" کا درجہ رکھتی تھی۔ جب قبیلہ عبد القیس کا وفد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مسجد ہی میں ان کا استقبال کیا اور فرمایا: «مَرْحَبًا بِالوَفْدِ، الَّذِينَ جَاءُوا غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى» (خوش آمدید اس وفد کو جو نہ رسوا ہوئے اور نہ نادم) [17]۔ اسی طرح اجنبی مسافروں کا قیام اکثر مسجد ہی میں ہوتا تھا جہاں ان کی رہائش اور ضیافت کا اہتمام کیا جاتا تھا[18]۔ بعض اوقات غیر مسلم قیدیوں (مثلاً ثمامہ بن اثالؓ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے اور پکڑے گئے تھے) کو بھی مسجد کے ستون سے باندھ کر رکھا گیا تھا تاکہ وہ مسلمانوں کے سماجی برتاؤ اور عبادات کا مشاہدہ کر سکیں، جو کہ ان کی سماجی و مذہبی تالیفِ قلب کا ذریعہ بنا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے [19]۔

3.3. عدل وانصاف اور قانونی نظم (Justice and Legal Governance)

عہدِ نبویؐ میں مسجدِ نبوی ﷺ ریاستِ مدینہ کے "سپریم کورٹ" کی حیثیت رکھتی تھی، جہاں انسانی حقوق کا تحفظ، تنازعات کا تصفیہ اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جاتا تھا۔ صحاحِ ستہ کی روایات اس بات پر شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو عدل وانصاف کی فراہمی کا مرکز بنا کر معاشرے میں امن وامان قائم کیا۔ اس قانونی کردار کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

- **عدالتی فیصلہ سازی اور تصفیہ تنازعات:** رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہو کر لوگوں کے مقدمات سنتے اور ان کے فیصلے فرماتے تھے۔ صحاحِ ستہ میں حضرت کعب بن مالکؓ اور ابن ابی حدردؓ کے درمیان قرض کے تنازع کا واقعہ مذکور ہے کہ مسجد میں ان کی آوازیں بلند ہوئیں تو آپ ﷺ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے اور کعبؓ کو اشارہ فرمایا: «ضَعْ مِنْ

دَيْنِكَ هَذَا» (اپنے قرض میں سے اتنا کم کر دو) اور پھر دوسرے فریق سے فرمایا: «قُمْ فَاقْضِهِ» (اٹھو اور اب اسے ادا کر دو) [20]۔اسی طرح آپ ﷺ نے مسجد ہی میں بیٹھ کر مقدمات کی سماعت فرمائی اور لوگوں کو حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا [21]۔

- **لعان اور خاندانی معاملات کا تصفیہ :** خاندانی زندگی کے نازک ترین معاملات، بالخصوص "لعان" (میاں بیوی کے درمیان حلفیہ گواہی) کا عمل بھی مسجد ہی میں انجام پاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور لعان کے متعلق دریافت کیا، جس پر آپ ﷺ نے مسجد میں ان کے درمیان لعان کروایا: «فَتَلَاعَنَا فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنَا شَاهِدٌ» (ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا اور میں اس وقت موجود تھا)[22]۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد معاشرتی و خاندانی نظم کی اصلاح اور قانونی گواہیوں کا مستند مقام تھی [23]۔
- **نفاذِ حدود اور قانون کی بالادستی :** اگرچہ حدود کے جسمانی نفاذ (مثلاً رجم یا کوڑے مارنے) کے لیے مسجد کے تقدس کی خاطر بیرونی مقام "مصلیٰ" یا "جنازہ گاہ" کا انتخاب کیا جاتا تھا، لیکن ان سزاؤں کے فیصلے اور عدالتی کارروائی مسجد ہی میں مکمل ہوتی تھی۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور اپنے جرم کا اقرار کیا، جس پر آپ ﷺ نے عدالتی کارروائی مکمل کرنے کے بعد حکم دیا: «اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ» (اسے لے جاؤ اور رجم کر دو) [24]۔راوی فرماتے ہیں کہ ہم نے اسے "مصلیٰ" (مسجد کے قریب کھلی جگہ) پر رجم کیا [25]۔مسجد میں فیصلے کرنے کا مقصد معاشرے کو یہ پیغام دینا تھا کہ قانون سب کے لیے برابر ہے اور اللہ کا گھر عدل کا منبع ہے [26]۔
- **منبرِ رسول ﷺ اور حلفِ قانونی :** مسجد میں موجود منبرِ رسول ﷺ کو قانونی طور پر حلف لینے کے لیے ایک معتبر مقام کی حیثیت حاصل تھی۔رسول اللہ ﷺ نے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے والے کو سخت وعید سنائی، جس سے سماجی سطح پر گواہی اور قسم کی اہمیت اجاگر ہوئی: «اَلَا يَحْلِفُ عِنْدَ هَذَا الْمِنْبَرِ عَبْدٌ وَلَا اَمَةٌ عَلَى يَمِيْنٍ آثِمَةٍ... اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ» (جو بھی بندہ یا لونڈی اس منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے گا، اس پر آگ واجب ہو جائے گی) [27]۔اس سے مسجد کے قانونی و سماجی وقار میں اضافہ ہوا[28]۔

3.4. طبی خدمات اور عوامی صحت (Medical Services and Public Health)

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ محض ایک روحانی مرکز نہیں تھی بلکہ ہنگامی حالات میں زخمیوں کی دیکھ بھال اور بیماروں کے علاج کے لیے ایک فعال "ہسپتال" اور ریلیف سینٹر کا درجہ بھی رکھتی تھی۔صحاحِ ستہ کی مرویات اس بات پر شاہد ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے صحن کو انسانی جانوں کو بچانے اور طبی خدمات فراہم کرنے کے لیے استعمال فرمایا۔اس طبی و انسانی کردار کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

- **خیمہ برائے علاج اور ہنگامی طبی مرکز :** غزوہ خندق کے موقع پر جب حضرت سعد بن معاذؓ زخمی ہوئے اور ان کے ہاتھ کی رگ (اکحل) کٹ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مسجدِ نبوی کے اندر ان کے لیے ایک خاص خیمہ نصب کروایا[29]۔ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی روایات کے مطابق اس خیمے کی تنصیب کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آپ ﷺ قریب رہ کر ان کی تیمارداری اور طبی نگرانی کر سکیں: «لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ» (تاکہ آپ ﷺ قریب سے ان کی عیادت کر سکیں)[30]۔یہ واقعہ اس بات کی

مستند دلیل ہے کہ مسجد کو ضرورت کے وقت "ٹراما سینٹر" کے طور پر استعمال کرنا سنتِ نبوی ہے[31]۔ سنن نسائی کی روایت بھی اس بات کی تائید کرتی ہے کہ حضرت سعدؓ کے لیے خیمہ مسجد ہی میں لگایا گیا تھا[32]۔

- **تیمارداری کا سماجی شعور اور کمیونٹی ہسپتال:** مسجد میں مریضوں کا قیام محض طبی ضرورت نہیں تھی بلکہ اس کا ایک گہرا سماجی پہلو یہ تھا کہ معاشرے کے تمام افراد مریضوں کی حالت سے باخبر رہیں اور تیمارداری کے عمل میں شریک ہوں۔ روایات کے مطابق مسجد میں حضرت سعدؓ کے خیمے کے قریب بنو غفار کا بھی ایک خیمہ موجود تھا[33]۔ جب حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہہ کر بنو غفار کے خیمے تک پہنچا تو انہوں نے گھبرانے کی بجائے ان کی حالت دریافت کی: «يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هَذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ»[34]۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ مسجد میں مریضوں کا قیام پورے معاشرے میں ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹنے کا احساس پیدا کرتا تھا[35]۔ رسول اللہ ﷺ نے تیمارداری کو مسلمان کا حق اور سماجی فریضہ قرار دیا، جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں مروی ہے: «عُودُوا الْمَرِيضَ» (مریض کی عیادت کرو)[36]۔
- **نفسیاتی علاج اور روحانی تسکین:** مسجد میں مریضوں کے قیام کا ایک بڑا فائدہ ان کی اخلاقی اور نفسیاتی تسکین بھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی مریضوں کے پاس تشریف لاتے تو انہیں دعاؤں اور کلماتِ خیر سے نوازتے تھے[37]۔ سنن ترمذی کے مطابق آپ ﷺ مریض کے لیے یہ دعا فرماتے: «اللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ، مُذْهِبَ البَاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا»[38]۔ مسجد کے پرسکون اور روحانی ماحول میں مریضوں کی عیادت کرنا ان کی جلد شفایابی میں مدد و معاون ثابت ہوتا تھا[39]۔
- **مدینہ منورہ کی مٹی سے علاج (خاکِ شفا):** تاریخی روایات اور مرویات کے مطابق مدینہ منورہ کی مٹی کو بھی مخصوص زخموں کے علاج کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ وفاء الوفا میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی مٹی اور اپنے لعابِ دہن کے امتزاج سے رقیہ فرمایا: «بِسْمِ اللَّهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا، يُشْفَى سَقِيمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا»[40]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اور اس کے گردونواح کے ماحول کو طبی فوائد کے لیے بھی متبرک سمجھا جاتا تھا[41]۔

3.5 خواتین کی سماجی و تعلیمی خود مختاری (Social and Educational Empowerment of Women)

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو استوار کرنے، اجتماعی مسائل پر مشاورت کرنے اور عوامی اجتماعات کے لیے ریاست کا سب سے بڑا مرکز بھی تھی[42]۔ صحاحِ ستہ کی روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مسجد سماجی زندگی کا دھارا تھی جہاں اہم سیاسی، دفاعی اور ثقافتی سرگرمیاں انجام پاتی تھیں۔ اس سماجی کردار کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

- **مشاورتی اسمبلی اور عوامی پکار (الصلاۃ جامعہ):** جب بھی ریاست کو کوئی اہم صورتحال درپیش ہوتی یا کوئی عوامی اعلان کرنا مقصود ہوتا، تو مسجدِ نبوی ہی وہ مقام تھا جہاں مسلمانوں کو جمع کیا جاتا تھا۔ صحاحِ ستہ کی روایات کے مطابق اہم مہمات، غزوات، انتظامی امور یا قدرتی آفات (جیسے سورج گرہن) کے موقع پر "الصلاۃ جامعہ" کی صدا لگائی جاتی تھی تاکہ تمام مسلمان مسجد میں جمع ہو جائیں[43]۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ منادی کو حکم دیا کہ پکارے: «الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ» (نماز جمع کرنے والی ہے)، جس پر لوگ مسجد میں جمع ہوئے اور آپ ﷺ نے انہیں اہم معاملات پر

وعظ فرمایا اور مشاورت کی[44]۔ اسی طرح سفر کے دوران بھی جب کسی اہم معاملے پر عوامی خطاب مقصود ہوتا تو اسی پکار کے ذریعے لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا تھا[45]۔

- **ثقافتی و تفریحی سرگرمیاں اور سماجی گہما گہمی:** مسجدِ نبوی ﷺ سماجی زندگی سے کٹی ہوئی کوئی جگہ نہیں تھی بلکہ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے وہاں مثبت ثقافتی مظاہروں کی اجازت تھی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ روایات کے مطابق عید کے ایام میں حبشیوں (سوڈانیوں) نے مسجد کے صحن میں نیزہ بازی اور ڈھالوں کے ساتھ جنگی کرتب دکھائے[46]۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: «رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِي بِرِدَائِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ» (میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مجھے اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں کھیل رہے تھے)[47]۔ جب حضرت عمرؓ نے انہیں روکنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «دَعْهُمْ يَا عُمَرُ، فَإِنَّمَا هُمْ بَنُو أَرْفِدَةَ» (اے عمر! انہیں چھوڑ دو کیونکہ یہ بنو ارفدہ ہیں)[48]۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ مسجد میں مباح تفریح اور ثقافتی مظاہر کی گنجائش موجود تھی تاکہ معاشرے میں نشاط قائم رہے[49]۔
- **سماجی ہم آہنگی اور صلح و آشتی کا مرکز:** مسجدِ نبوی ﷺ مسلمانوں کے درمیان تنازعات ختم کرانے اور صلح کرانے کا بھی مرکز تھی۔ جب قبائل یا افراد کے درمیان کوئی رنجش پیدا ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مسجد ہی سے صلح کی مہم کا آغاز فرماتے تھے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق جب بنو عمرو بن عوف کے درمیان جھگڑا ہوا تو آپ ﷺ صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ ان میں صلح کرانے کے لیے تشریف لے گئے[50]۔ مسجد میں ہونے والے اجتماعات مسلمانوں کے دلوں کو جوڑنے اور باہمی کدورتوں کو دور کرنے کا بہترین ذریعہ تھے[51]۔

3.6. سماجی تربیت اور اخلاقی اصلاح (Social Training and Moral Reformation)

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ سماجی نظم وضبط (Social Governance) اور آدابِ معاشرت کی تربیت کا سب سے بڑا گہوارہ تھی[52]۔ صحاحِ ستہ کی مرویات سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے تقدس کو بنیاد بنا کر ایک ایسے مثالی معاشرے کی بنیاد رکھی جہاں نظم وضبط، صفائی اور انسانی حقوق کا احترام اولین ترجیح تھی۔ اس کردار کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں:

- **خرید و فروخت کی ممانعت اور مقصدِ مسجد کا تحفظ:** مسجد کو خالصتاً دینی، تعلیمی اور تعمیری سماجی مقاصد کے لیے مخصوص رکھنے کی خاطر وہاں تجارتی سرگرمیوں اور شور و غوغا کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا[53]۔ سنن ترمذی کی روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا» :إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللهُ تِجَارَتَكَ» (جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ مسجد میں خرید و فروخت کر رہا ہے، تو کہو: اللہ تمہاری تجارت میں نفع نہ دے)[54]۔ اس فرمان کا مقصد یہ تھا کہ مسجد کو بازار بنانے سے روکا جائے تاکہ اس کی سماجی و روحانی مرکزیت برقرار رہے۔
- **صفائی، ستھرائی اور خوشبو کا سماجی شعور:** مسجد کو ایک پرکشش اور صاف ستھرا سماجی مرکز بنانے کے لیے آپ ﷺ نے خصوصی احکامات صادر فرمائے۔ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ کی روایت کے مطابق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں» :أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُنَظَّفَ وَتُطَيَّبَ» (رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں

بنانے اور انہیں صاف ستھرا رکھنے اور خوشبو سے معطر کرنے کا حکم دیا)[55]۔ اسی طرح مسجد میں تھوکنے یا گندگی پھیلانے کو گناہ قرار دیا گیا اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا یا صاف کرنا بتایا گیا[56]۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا» [57]۔ "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا (یعنی صاف کرنا) ہے۔"

- **انسانی حقوق اور باہمی احترام کا رشتہ:** مسجد میں دوسروں کی راحت و آرام کا خیال رکھنا اسلامی نظم و ضبط کا لازمی حصہ تھا۔ آپ ﷺ نے بدبودار چیزیں (مثلاً کچا لہسن یا پیاز) کھا کر مسجد آنے سے منع فرمایا تاکہ دوسروں کو ایذا نہ پہنچے» :مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ، فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا»[58]۔ اس کے علاوہ عوامی مقامات پر سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے حکم دیا کہ جو شخص مسجد یا بازار سے گزرے اور اس کے پاس تیر ہوں تو وہ ان کے پھل (نوک) کو ڈھانپ کر رکھے: «إِذَا مَرَّ أَحَدُكُمْ فِي مَسْجِدِنَا، أَوْ فِي سُوقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ، فَلْيُمْسِكْ عَلَى نِصَالِهَا»[59]۔ یہ احکامات معاشرے میں "پبلک سیفٹی" اور باہمی احترام کے تصور کو پختہ کرتے تھے۔
- **نرم خوئی اور سماجی تربیت کا طریقہ کار:** مسجد میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے آپ ﷺ کا اسلوب نہایت حکیمانہ اور تربیتی تھا۔ جب ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو لوگوں نے اسے زجر و توبیخ کرنا چاہی، لیکن آپ ﷺ نے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ اسے فارغ ہونے دو، پھر پانی منگوا کر اسے صاف کروایا اور اس شخص کو پیار سے سمجھایا» :إِنَّ هَذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هَذَا الْبَوْلِ، وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالصَّلَاةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ» (بے شک یہ مسجدیں اس طرح کی گندگی کے لیے نہیں ہیں، یہ تو اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوتِ قرآن کے لیے ہیں)[60]۔ اس طرزِ عمل نے معاشرے کو یہ سبق دیا کہ سماجی نظم و ضبط کا قیام سختی سے نہیں بلکہ تعلیم اور اخلاق سے ممکن ہے۔

3.7. سیاسی و دفاعی مرکز اور عسکری انتظام (Political, Defensive, and Military Administration)

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ محض عبادات کا مرکز نہیں تھی، بلکہ یہ ریاستِ مدینہ کا "وار روم" اور سیاسی ہیڈ کوارٹر بھی تھی۔ تمام عسکری مہمات کی منصوبہ بندی اور دفاعی فیصلے اسی مقام پر ہوتے تھے:

- **عسکری مہمات کی روانگی اور قیادت:** رسول اللہ ﷺ مسجد ہی سے عسکری دستے (سریہ) روانہ فرماتے تھے۔ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے "القراء" نامی ایک دستہ روانہ فرمایا، جن کی شہادت پر آپ ﷺ کو اس قدر دکھ ہوا کہ آپ ﷺ نے مسجد میں ایک ماہ تک نمازِ فجر میں ان کے حق میں اور دشمنوں کے خلاف قنوتِ نازلہ فرمائی[61]۔ » بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَأُصِيبُوا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ»[62]۔ یہ روایت ثابت کرتی ہے کہ مسجد اجتماعی دفاعی معاملات اور قومی المیوں پر ردِ عمل کے اظہار کا مرکزی مقام تھی[63]۔
- **دفاعی مشاورت اور جنگی حکمتِ عملی:** غزوہ خندق اور دیگر غزوات کے موقع پر دفاعی خندق کھودنے یا شہر کے تحفظ کے حوالے سے اہم ترین مشاورتی اجلاس مسجد ہی میں منعقد ہوئے۔ مسجدِ نبوی ﷺ وہ مقام تھا جہاں سے مجاہدین کو ہتھیاروں کی تقسیم اور جنگی نظم و ضبط کی ہدایات دی جاتی تھیں[64]۔

3.8. اجتماعی محنت اور تعمیرِ وطن کا سماجی تصور (Social Concept of Collective Labor)

مسجدِ نبوی ﷺ کی تعمیر و توسیع کا عمل معاشرے میں "اجتماعی محنت (Collective Labor)" اور سماجی برابری کے شعور کو اجاگر کرنے کا ذریعہ بنا:

- **رسول اللہ ﷺ کی ذاتی شراکت:** مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ ﷺ نے خود ایک عام فرد کی طرح اینٹیں اور پتھر ڈھوئے، جس نے اسلامی معاشرے میں محنت کی عظمت کا تصور قائم کیا[65]۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب صحابہ کرامؓ اینٹیں اٹھا رہے تھے تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ شریک تھے اور صحابہ یہ دیکھ کر مزید جوش سے کام کرتے تھے[66]۔
- **سماجی ہم آہنگی کا اظہار:** مسجد کی تعمیر میں انصارؓ، مہاجرینؓ اور یہاں تک کہ مختلف قبائل کے افراد نے مل کر کام کیا، جس سے قبائلی عصبیتوں کا خاتمہ ہوا اور ایک "متحدہ سماجی شناخت (Unified Social Identity)" پیدا ہوئی[67]۔ مرویات کے مطابق صحابہ کرامؓ تعمیر کے دوران رجزیہ اشعار پڑھتے تھے جو ان کے باہمی اتحاد اور جذبہ خدمتِ خلق کی علامت تھے[68]۔

3.9. سفارتی مرکز اور بین الاقوامی تعلقات (Diplomatic Center and International Relations)

مسجدِ نبوی ﷺ ریاستِ مدینہ کے "فارن آفس" کا کردار ادا کرتی تھی جہاں بین الاقوامی وفود کی آمد اور سفارتی مذاکرات ہوتے تھے:

- **غیر ملکی وفود کی میزبانی:** دور دراز سے آنے والے قبائلی اور سیاسی وفود کا استقبال مسجدِ نبوی ﷺ میں کیا جاتا تھا۔ ان وفود کو مسجد میں ٹھہرایا جاتا تا کہ وہ مسلمانوں کی عبادات، اخلاقیات اور سماجی نظم وضبط کا براہِ راست مشاہدہ کر سکیں[69]۔
- **امن معاہدات اور سفارت کاری:** مختلف قبائل کے ساتھ امن معاہدے اور سیاسی اتحاد کے معاملات اسی مقدس صحن میں طے پاتے تھے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد سماجی اور سیاسی استحکام کا محور تھی[70]۔

3.10. قیدیوں کی بحالی اور دعوتی کردار (Prisoners' Rehabilitation and Dawah Role)

مسجدِ نبوی ﷺ محض مسلمانوں کے لیے ایک جائے عبادت نہیں تھی بلکہ یہ غیر مسلموں اور جنگی قیدیوں کے لیے ایک تربیتی اور اصلاحی مرکز کا درجہ بھی رکھتی تھی[71]۔ یہاں قیدیوں کو رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے طرزِ زندگی اور ان کے باہمی سماجی برتاؤ کا قریب سے مشاہدہ کر سکیں[72]۔ صحیح بخاری کے مطابق جب بنو حنیفہ کے سردار ثمامہ بن اثالؓ کو گرفتار کر کے لایا گیا تو انہیں مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا گیا[73]۔ ارشادِ نبوی ہے » :رَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ« (انہیں مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون سے باندھ دو)[74]۔ اس قیام کے دوران مسلمانوں کی اخلاقیات اور عبادات کا مشاہدہ کرنے کے بعد ثمامہ بن اثالؓ کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی اور انہوں نے رہائی کے بعد مسجد ہی میں آکر کلمہ شہادت پڑھا[75]۔ یہ مسجد کے "ری ہیبلی ٹیشن سینٹر" ہونے کی ایک مستند مثال ہے[76]۔

3.11. کھیلوں کا فروغ اور جسمانی تربیت (Promotion of Sports and Physical Training)

مسجدِ نبوی ﷺ کا صحن اور اس سے ملحقہ علاقے معاشرے کی جسمانی تربیت اور جائز تفریح کے لیے بھی استعمال ہوتے تھے[77]۔ رسول اللہ ﷺ نے نوجوانوں میں عسکری مہارت پیدا کرنے کے لیے گھوڑوں کی دوڑ کا اہتمام فرمایا[78]۔ صحاحِ ستہ کی روایات کے مطابق تربیت یافتہ گھوڑوں کی دوڑ کا آخری مقام "مسجدِ بنی زریق" تھا[79]۔ »سَابَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الخَيْلِ... وَأَمَدُهَا مَسْجِدَ

بَنِي زُرَيْقٍ» (نبی ﷺ نے گھوڑوں کے درمیان مسابقت کروائی اور ان کی غایت مسجدِ بنی زریق تھی)[80]۔ اس کے علاوہ مسجد کے صحن میں حبشیوں کا نیزہ بازی کے کرتب دکھانا اور حضرت عائشہؓ کا اسے دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ مسجد معاشرے کی نشاط اور جائز سماجی تفریح کا مرکز تھی[81]۔

3.12. وسائلِ ریاست اور ماحولیاتی انتظام (State Resources and Environmental Management)

مسجدِ نبوی ﷺ ریاستِ مدینہ کے معاشی وسائل کی تقسیم اور ماحولیاتی تحفظ (Environmental Management) کی نگرانی کا مرکز بھی تھی[82]۔ جب بحرین سے کثیر مال لایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مسجد کے صحن میں پھیلا کر تمام ضرورت مندوں میں وہیں تقسیم فرمایا[83]۔ اسی طرح ماحولیاتی انتظام کے تحت رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے گرد و نواح کو "حمیٰ" (محفوظ چراگاہ) قرار دینے کے احکامات بھی صادر فرمائے[84]۔ سنن نسائی میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مخصوص وادیوں کو شہد کی مکھیاں پالنے اور ان کے تحفظ کے لیے مخصوص فرمایا تاکہ قومی وسائل کا ضیاع نہ ہو[85]۔

3.13. مرکزِ ابلاغ و نشریات (Communication and Information Center)

عہدِ رسالت میں مسجدِ نبوی ﷺ تمام تر سماجی اور الٰہی پیغامات کی تشہیر کا واحد مستند مرکز تھی[86]۔ جب بھی کوئی اہم سماجی تبدیلی یا شرعی حکم نازل ہوتا، مسجدِ نبوی ﷺ سے ہی اس کی منادی کی جاتی تھی[87]۔ تحویلِ قبلہ کے موقع پر جب مسجدِ نبوی میں نماز کے دوران رخ تبدیل ہوا تو وہیں سے لوگ دیگر مساجد کی طرف گئے تاکہ انہیں اس اہم سماجی و مذہبی تبدیلی کی خبر دے سکیں[88]۔ صحیح مسلم کے مطابق منادی کرنے والے نے پکار کر کہا» :أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ إِلَى الْكَعْبَةِ» (آگاہ رہو کہ قبلہ کعبہ کی طرف تبدیل ہو چکا ہے)[89]۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجدِ نبوی ﷺ سماجی ابلاغ کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ تھی[90]۔

3.14. روحانیت اور سماجی ذمہ داریوں کا توازن (Balance between Spirituality and Social Responsibilities)

مسجدِ نبوی ﷺ نے معاشرے کو یہ عملی سبق دیا کہ خالص روحانی ترقی اور سماجی و خاندانی ذمہ داریوں کے درمیان اعتدال اور توازن کیسے برقرار رکھا جائے۔ صحاحِ ستہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو سماجی زندگی سے فرار کا راستہ نہیں بنایا، بلکہ اسے ایک ایسی جگہ قرار دیا جہاں سے انسان اپنی سماجی ذمہ داریوں کو بہتر طور پر ادا کرنے کی توانائی حاصل کرے[91]۔ صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ گھر میں اپنے اہل و عیال کی خدمت اور گھریلو کام کاج میں مصروف رہتے تھے اور جوں ہی اذان کی آواز سنتے مسجد تشریف لے جاتے تھے[92]۔ ارشادِ نبوی ہے» :كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ – تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ – فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ» (وہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں ہوتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے نکل جاتے تھے[93]۔

آپ ﷺ نے مسجد میں حد سے زیادہ قیام کرنے اور گھروں کو عبادات سے خالی رکھنے کے رجحان کی حوصلہ شکنی فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرض کے علاوہ نفل نمازوں کو گھر میں ادا کرنے کی ترغیب دی تاکہ گھروں کا سماجی اور تربیتی ماحول بھی بابرکت رہے[94]۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے» :فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِي بُيُوتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ» (پس تم اپنے گھروں میں نماز پڑھا کرو، کیونکہ فرض نماز کے علاوہ انسان کی بہترین نماز اس کے گھر میں ہوتی ہے)[95]۔

مزید بر آں، آپ ﷺ نے مسجد میں ان لوگوں کی اصلاح فرمائی جو اپنی طاقت سے زیادہ عبادات کا بوجھ اٹھا کر سماجی حقوق سے غافل ہونا چاہتے تھے[96]۔ آپ ﷺ نے عبادات میں اعتدال کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا» :خُذُوا مِنَ الأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ، فَإِنَّ اللَّهَ لاَ يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا» (اعمال میں سے اتنا ہی اختیار کرو جتنی تم میں طاقت ہے، کیونکہ اللہ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم خود اکتا جاؤ)[97]۔ سنن ابن ماجہ میں اسی اعتدال کو "القصد" (میانہ روی) سے تعبیر کیا گیا ہے، جو کہ اسلامی معاشرت کا بنیادی جوہر ہے[98]۔

3.15. معذورین کی سماجی شمولیت (Social Inclusion of Persons with Disabilities)

اسلامی معاشرے میں معذور افراد کو الگ تھلگ رکھنے کے بجائے مسجد کے ذریعے سماجی دھارے میں شامل کیا گیا، جس نے انہیں ایک فعال شہری کے طور پر وقار عطا کیا[99]۔ مسجدِ نبوی ﷺ نے معذور افراد کو نہ صرف مذہبی بلکہ "سماجی لیڈر شپ" بھی فراہم کی[100]۔

- **حضرت عبد اللہ بن ام مکتومؓ کی مثال:** حضرت عبد اللہ بن ام مکتومؓ، جو کہ پیدائشی نابینا تھے، مسجدِ نبوی ﷺ کے مؤذن مقرر تھے[101]۔ صحیح مسلم اور صحیح بخاری کی روایات کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے، ایک حضرت بلالؓ اور دوسرے ابن ام مکتوم[102]۔ ارشادِ نبوی ہے» :إِنَّ بِلاَلًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ، فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ» (بے شک بلالؓ رات میں اذان دیتے ہیں، تو تم کھاتے پیتے رہو جب تک ابن ام مکتومؓ اذان نہ دیں)[103]۔
- **سیاسی و انتظامی منصب:** مسجدِ نبوی سے وابستہ اس نابینا صحابیؓ کی سماجی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عسکری مہمات پر روانہ ہوتے تو ابن ام مکتومؓ کو مدینہ میں اپنا نائب (گورنر) بنا کر جاتے تھے[104]۔ سنن ابی داؤد کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے انہیں دو مرتبہ مدینہ پر اپنا جانشین مقرر فرمایا[105]۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مسجد نے معذورین کے لیے "سماجی شمولیت (Social Inclusion) "کی ایسی بنیاد رکھی جہاں ان کی جسمانی محرومی ان کی قیادت میں رکاوٹ نہیں بنی[106]۔

3.16. ماحولیاتی شعور اور "حرم" کی سماجی حدود (Environmental Awareness and Social Boundaries of the Haram)

مسجدِ نبوی ﷺ کے سماجی کردار کا ایک عظیم پہلو اس کے گرد و نواح کے ماحول کو ایک "محفوظ پناہ گاہ (Sanctuary) "بنانا ہے، جسے "حرم مدینہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے[107]۔ یہ اقدام جدید دور کی "ماحولیاتی سماجیات (Environmental Sociology) "کی ایک مثالی بنیاد فراہم کرتا ہے[108]۔

- **حیاتیاتی و ماحولیاتی تحفظ:** رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے ساتھ جڑے ہوئے پورے علاقے کو حیاتیاتی طور پر محفوظ قرار دیا جہاں درخت کاٹنا اور شکار کرنا ممنوع تھا[109]۔ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا» :إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا، لاَ يُقْطَعُ عِضَاهُهَا، وَلاَ يُصَادُ صَيْدُهَا» (بے شک ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم قرار دیا تھا، اور میں مدینہ کے دو کناروں کے درمیانی رقبے کو حرم قرار دیتا ہوں، نہ اس کے کانٹے دار درخت کاٹے جائیں اور نہ اس کا شکار کیا جائے)[110]۔

- **عسکری و سماجی امن :** حرم کی حدود کا ایک پہلو یہ بھی تھا کہ اس رقبے میں خونریزی اور جنگی ہتھیار اٹھانے کی ممانعت کر دی گئی تا کہ عبادت گاہ کے ارد گرد کا سماجی ماحول مکمل طور پر پر امن رہے[111]۔ روایات کے مطابق آپ ﷺ نے مدینہ کے گرد بارہ میل کے رقبے کو "حمیٰ" (محفوظ چراگاہ) قرار دیا[112]۔ یہ مسجدِ نبوی کے اسی وسیع سماجی کردار کا حصہ تھا جس کے تحت نہ صرف انسانوں بلکہ نباتات اور حیوانات کو بھی تحفظ فراہم کیا گیا[113]۔

4. نتائجِ تحقیق (Research Findings)

تحقیق کے نتائج سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صحاحِ ستہ کی مرویات کی روشنی میں مسجدِ نبوی ﷺ کا سماجی و فلاحی نظم ایک مربوط انتظامی ڈھانچے کی صورت میں موجود تھا، جس کے بنیادی خدوخال درج ذیل ہیں:

1. مسجدِ نبوی ﷺ محض ایک عبادتی مقام نہیں تھی بلکہ ایک ہمہ گیر سماجی، تعلیمی اور سیاسی مرکز تھی، جہاں سے ریاستِ مدینہ کے تمام اہم امور چلائے جاتے تھے۔
2. تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کو ایک "اوپن یونیورسٹی" کی شکل دی، جہاں حصولِ علم کو جہاد کے برابر قرار دیا گیا اور خواتین کے لیے الگ تعلیمی دن مخصوص کیے گئے۔
3. سماجی تحفظ کے حوالے سے "اصحابِ صفہ" کا قیام اس بات کی مستند دلیل ہے کہ مسجد نے بے گھر اور غریب افراد کے لیے ایک مستقل پناہ گاہ اور سماجی بحالی (Social Rehabilitation) کا کردار ادا کیا۔
4. قانونی اور عدالتی معاملات میں مسجدِ نبوی ﷺ کو "سپریم کورٹ" کی حیثیت حاصل تھی، جہاں میاں بیوی کے لعان سے لے کر مالی تنازعات تک کے فیصلے صادر ہوتے تھے۔
5. طبی شعبے میں مسجد کا کردار ایک "ٹراما سینٹر" کے طور پر سامنے آتا ہے، جہاں زخمی صحابہ (مثلاً حضرت سعد بن معاذؓ) کے لیے خیمے نصب کر کے ان کی مرہم پٹی اور تیمارداری کی جاتی تھی۔
6. مسجد نے معذور افراد (مثلاً حضرت ابن ام مکتومؓ) کو سماجی دھارے میں شامل کر کے انہیں موذن اور نائبِ ریاست جیسے کلیدی مناصب پر فائز کر کے معذورین کی عزتِ نفس کی بحالی کا تصور پیش کیا۔
7. ماحولیاتی تحفظ کے لیے "حرمِ مدینہ" کی حدود کا تعین اور درخت کاٹنے یا شکار کی ممانعت یہ ثابت کرتی ہے کہ مسجد کے سماجی کردار میں حیاتیاتی نظام (Ecosystem) کا تحفظ بھی شامل تھا۔

5. تجاویز (Recommendations)

تحقیق کے نتائج کی روشنی میں درج ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں:

1. دورِ حاضر کی مساجد کو محض نماز تک محدود رکھنے کے بجائے انہیں عہدِ نبوی کے ماڈل پر سماجی اور تربیتی مراکز میں تبدیل کیا جائے۔
2. مساجد میں لائبریریوں اور مختصر دورانیے کے فنی و تعلیمی کورسز کا آغاز کیا جائے تا کہ نوجوان نسل کو علمی طور پر مسجد سے جوڑا جا سکے۔

3. مقامی سطح پر مساجد میں "سوشل ویلفیئر ڈیسک" قائم کیے جائیں جو محلے کے غریب، بیوہ اور بے روزگار افراد کا ڈیٹا رکھ کر ان کی کفالت کا انتظام کریں۔
4. مساجد کو مقامی تنازعات کے حل کے لیے "مصالحتی مراکز" کے طور پر استعمال کیا جائے تاکہ عدلیہ پر بوجھ کم ہو اور سماجی ہم آہنگی بڑھے۔
5. معذور افراد کے لیے مساجد میں خصوصی راستے (Ramps) اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں تاکہ وہ باجماعت نماز اور سماجی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لے سکیں۔

6. عصرِ حاضر میں اطلاق اور عملی راہِ عمل (Contemporary Application and Framework)

تحقیق کے اس مرحلے پر یہ علمی سوال نہایت اہم ہے کہ کیا عہدِ نبوی ﷺ کے ان سماجی و انتظامی امور کی دورِ جدید کی مساجد کے اندر انجام دہی ممکن ہے؟ عصرِ حاضر کے پیچیدہ شہری ڈھانچے، کثیر آبادی اور مساجد کے مخصوص رقبے کے باعث ان تمام امور کا مسجد کی چاردیواری کے اندر (Physically) انجام پانا اگرچہ مشکل نظر آتا ہے، تاہم ریاستِ مدینہ کا ماڈل ہمیں یہ فکری اصول فراہم کرتا ہے کہ مسجد کو تمام سماجی و فلاحی خدمات کے لیے ایک مرکزی نگران چھتری (Supervisory Umbrella) کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔

اس ماڈل کے عملی نفاذ کی دو بنیادی جہتیں ہیں:

اولاً، ریاستی و غیر ریاستی اداروں کے لیے رہنمائی:

چونکہ دینِ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر شعبے کے لیے قرآن و سنت کی روشنی میں ابدی اصول فراہم کرتا ہے، اس لیے تمام سماجی، تعلیمی اور رفاہی اداروں کی فکری اساس مسجد کے منبر و محراب سے مربوط ہونی چاہیے۔ اس تناظر میں مسجد ایک 'گائیڈنگ فورس' (Guiding Force) کے طور پر کام کرے گی، جو سرکاری اداروں اور آزاد نجی تنظیموں (NGOs) کو ان کی پالیسی سازی اور طریقہ کار میں شرعی و اخلاقی رہنمائی فراہم کرے گی تاکہ معاشرتی خدمت کا تصور اسلامی اقدار کے عین مطابق ہو۔

ثانیاً، مسجد کے زیرِ انتظام براہِ راست نظم:

اس ہمہ گیر رہنمائی کے ساتھ ساتھ، یہ بھی ممکن ہے کہ مسجد انتظامیہ مخیر حضرات کے تعاون سے بعض غیر ریاستی و سماجی ادارے براہِ راست اپنے زیرِ انتظام قائم کرے اور چلائے۔ اس صورت میں محلہ یا علاقائی سطح پر قائم نجی ڈسپنسریاں، لائبریریاں اور مصالحتی مراکز مسجد ہی کے 'توسیعی مراکز' (Extended Centers) کے طور پر کام کریں گے۔ یہاں انتظامی باگ ڈور اور وسائل کی تقسیم کا مرکز مسجد ہو گی، جس سے ان اداروں کو عوامی اعتماد اور روحانی تقدس حاصل ہو گا۔

حاصلِ بحث یہ ہے کہ مسجد ایک ایسی مرکزی اکائی کے طور پر ابھرے جو ریاست اور نجی شعبے کے لیے مشعلِ راہ بھی ہو اور ضرورت پڑنے پر خود بھی ایک فعال انتظامی مرکز کے طور پر فلاحی منصوبوں کی قیادت کر سکے۔ یہی وہ طرزِ عمل ہے جس کے ذریعے عہدِ رسالت کے 'سماجی و فلاحی نظم' کی اصل روح کو دورِ حاضر میں نافذ کیا جا سکتا ہے۔

7. خاتمہ (Conclusion)

حاصلِ بحث یہ ہے کہ عہدِ نبوی میں مسجدِ نبوی ﷺ اسلامی تمدن کا وہ متحرک قلب تھی جہاں روحانی اقدار اور مادی بہبود کے درمیان کامل توازن پایا جاتا تھا۔ صحاحِ ستہ کی روایات کے تفصیلی جائزے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسجد نے ایک ایسی مثالی سماجی اکائی کی بنیاد رکھی جس نے جاہل کو علم، بے سہارا کو چھت اور مظلوم کو فوری انصاف فراہم کیا۔ دورِ حاضر میں مساجد کے محدود ہوتے ہوئے کردار کے تناظر میں یہ تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ مساجد کو محض رسمِ عبادت تک محدود رکھنے کے بجائے انہیں دوبارہ سماجی، تربیتی اور مصالحتی مراکز کے طور پر بحال کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ مسجدِ نبوی ﷺ کا یہ انتظامی و فلاحی ماڈل آج بھی مقامی سطح پر معاشرتی مسائل کے حل، معذورین کی شمولیت اور ایک مستحکم رفاہی نظام کے قیام کے لیے بہترین عملی نمونہ پیش کرتا ہے۔

8. فہرستِ مراجع (Bibliography / References)

1. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Beirut, 1374H, 3:1511, ḥadīth no. 677.
2. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:32, ḥadīth no. 101.
3. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:32, ḥadīth no. 101.
4. ʿAlī ibn Sulṭān Muḥammad al-Qārī, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*, Dār al-Fikr, Beirut, 4:1284.
5. Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 1:85, ḥadīth no. 316.
6. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:261, ḥadīth no. 332.
7. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:163, ḥadīth no. 6804.
8. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1627, ḥadīth no. 2057.
9. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:539, ḥadīth no. 781.
10. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:216, ḥadīth no. 577.
11. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1511, ḥadīth no. 677.
12. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91, ḥadīth no. 421.
13. Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 1:582, ḥadīth no. 1821.
14. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:41, ḥadīth no. 6176.
15. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:22, ḥadīth no. 17.
16. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:99, ḥadīth no. 462.
17. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:98, ḥadīth no. 457.
18. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1337, ḥadīth no. 1713.
19. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:92, ḥadīth no. 423.
20. Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 1:666, ḥadīth no. 2066.
21. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:167, ḥadīth no. 6825.

22. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9:68, ḥadīth no. 7167.
23. Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 4:161, ḥadīth no. 4474.
24. Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah (Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ),* 66.
25. Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī,* 3:604.
26. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1389, ḥadīth no. 1769.
27. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:100, ḥadīth no. 463.
28. Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 3:186, ḥadīth no. 3101.
29. Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Sunan al-Nasāʾī*, 2:44, ḥadīth no. 710.
30. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1389, ḥadīth no. 1769.
31. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:100, ḥadīth no. 463.
32. Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 3:186, ḥadīth no. 3101.
33. Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 1:460, ḥadīth no. 1433.
34. Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:294, ḥadīth no. 972.
35. Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:294, ḥadīth no. 972.
36. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1389, ḥadīth no. 1769.
37. Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, *Wafāʾ al-Wafā bi-Akhbār Dār al-Muṣṭafā*, Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1419H, 2:67.
38. Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, *Wafāʾ al-Wafā bi-Akhbār Dār al-Muṣṭafā*, 2:68.
39. Ṭāhir ibn Najm al-Dīn, *Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ,* 70.
40. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2:619, ḥadīth no. 901.
41. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2:619, ḥadīth no. 901.
42. Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah,* 2:1303, ḥadīth no. 3956.
43. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2:16, ḥadīth no. 950.
44. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:38, ḥadīth no. 5236.
45. Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Sunan al-Nasāʾī*, 3:195, ḥadīth no. 1596.
46. Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2:608, ḥadīth no. 892.
47. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 3:182, ḥadīth no. 2690.

[1] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah Al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah, 1431H), 2:786, ḥadīth no. 2348.

[2] Ṭāhir ibn Najm al-Dīn, *Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ (Majmūʿah Aḥādīth)* (Shabakah al-Wakā), 68.

[3] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Dār Ṭawq al-Najāh, 1422H), 4:188, ḥadīth no. 3388.

[4] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, Beirut, 1374H), 3:1511, ḥadīth no. 677.

[5] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:32, ḥadīth no. 101.

[6] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:32, ḥadīth no. 101.

[7] ʿAlī ibn Sulṭān Muḥammad al-Qārī, *Mirqāt al-Mafātīḥ Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Dār al-Fikr, Beirut), 4:1284.

[8] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd* (al-Maktabah al-ʿAṣriyyah, Beirut), 1:85, ḥadīth no. 316.

[9] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:261, ḥadīth no. 332.

[10] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:163, ḥadīth no. 6804.

[11] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1627, ḥadīth no. 2057.

[12] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:539, ḥadīth no. 781.

[13] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:216, ḥadīth no. 577.

[14] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1511, ḥadīth no. 677.

[15] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91, ḥadīth no. 421.

[16] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah* (Dār Iḥyāʾ al-Kutub al-ʿArabiyyah), 1:582, ḥadīth no. 1821.

[17] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:41, ḥadīth no. 6176.

[18] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:22, ḥadīth no. 17.

[19] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:99, ḥadīth no. 462.

[20] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:98, ḥadīth no. 457.

[21] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1337, ḥadīth no. 1713.

[22] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:92, ḥadīth no. 423.

[23] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 1:666, ḥadīth no. 2066.

[24] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:167, ḥadīth no. 6825.

[25] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9:68, ḥadīth no. 7167.

[26] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 4:161, ḥadīth no. 4474.

[27] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah (Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ)*, 66.

[28] Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:604.

[29] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1389, ḥadīth no. 1769.

[30] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:100, ḥadīth no. 463.

[31] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 3:186, ḥadīth no. 3101.

[32] Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Sunan al-Nasāʾī* (Maktab al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1406H), 2:44, ḥadīth no. 710.

[33] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1389, ḥadīth no. 1769.

[34] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:100, ḥadīth no. 463.

[35] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 3:186, ḥadīth no. 3101.

[36] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 1:460, ḥadīth no. 1433.

[37] Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:294, ḥadīth no. 972.

[38] Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:294, ḥadīth no. 972.

[39] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1389, ḥadīth no. 1769.

[40] Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, *Wafāʾ al-Wafā bi-Akhbār Dār al-Muṣṭafā* (Dār alKutub al-ʿIlmiyyah, Beirut, 1419H), 2:67.

[41] Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, *Wafāʾ al-Wafā*, 2:68.

[42] Ṭāhir ibn Najm al-Dīn, *Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ*, 70.

[43] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2:619, ḥadīth no. 901.

[44] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2:619, ḥadīth no. 901.

[45] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 2:1303, ḥadīth no. 3956.

[46] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 2:16, ḥadīth no. 950.

[47] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:38, ḥadīth no. 5236.

[48] Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Sunan al-Nasāʾī*, 3:195, ḥadīth no. 1596.

[49] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 2:608, ḥadīth no. 892.

[50] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 3:182, ḥadīth no. 2690.

[51] Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Sunan al-Nasāʾī* (Maktab al-Maṭbūʿāt al-Islāmiyyah, 1406H), 8:243, ḥadīth no. 5413.

[52] Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:602, ḥadīth no. 1321.

[53] Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:602.

[54] Muḥammad ibn ʿĪsā al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, 3:602, ḥadīth no. 1321.

[55] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 1:124, ḥadīth no. 455.

[56] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:90, ḥadīth no. 405.

[57] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:90.

[58] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:394, ḥadīth no. 561.

[59] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9:49, ḥadīth no. 7075.

[60] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:236, ḥadīth no. 285.

[61] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:84, ḥadīth no. 6394.

[62] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:84.

[63] Ṭāhir ibn Najm al-Dīn, *Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ*, 13.

[64] Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, *Wafāʾ al-Wafā*, 1:241.

[65] Ṭāhir ibn Najm al-Dīn, *Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ*, 14.

[66] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91, ḥadīth no. 447.

[67] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91.

[68] Ṭāhir ibn Najm al-Dīn, *Faḍāʾil Masjid Nabawī ﷺ*, 15.

[69] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:22.

[70] Muḥammad Ṭabrīz ʿĀlam Ḥalīmī, "Rauḍah-e-Rasūl ﷺ – Kitāb o Sunnat kī Roshni meṅ," *Maḥnāmah Dār al-ʿUlūm*, 100:7–8, 2016, 1.

[71] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:163, ḥadīth no. 6804.

[72] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:163.

[73] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:99, ḥadīth no. 462.

[74] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1382, ḥadīth no. 1764.

[75] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1382.

[76] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:101, ḥadīth no. 469.

[77] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:98, ḥadīth no. 454.

[78] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1491, ḥadīth no. 1870.

[79] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91, ḥadīth no. 420.

[80] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 3:1491, ḥadīth no. 1870.

[81] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:98, ḥadīth no. 454.

[82] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91, ḥadīth no. 421.

[83] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:91.

[84] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 9:104, ḥadīth no. 7333.

[85] Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, *Sunan al-Nasāʾī*, 5:46, ḥadīth no. 2499.

[86] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:374, ḥadīth no. 526.

[87] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:89, ḥadīth no. 403.

[88] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:89.

[89] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:374, ḥadīth no. 526.

[90] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 1:274, ḥadīth no. 1045.

[91] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:65.-

[92] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:136, ḥadīth no. 676.

[93] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 1:136.

[94] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:539.

[95] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 8:27, ḥadīth no. 6113.

[96] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:155, ḥadīth no. 5861.

[97] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, 7:155.

[98] Muḥammad ibn Yazīd ibn Mājah al-Qazwīnī, *Sunan Ibn Mājah*, 2:1417, ḥadīth no. 4241.

[99] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim*, 1:441, ḥadīth no. 638.

[100] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, 3:130, ḥadīth no. 2931.

[101] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 3:172, ḥadīth no. 2656.

[102] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, 2:768, ḥadīth no. 1092.

[103] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 3:172, ḥadīth no. 2656.

[104] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, 3:130, ḥadīth no. 2931.

[105] Sulaymān ibn al-Ashʿath al-Sijistānī, Sunan Abī Dāwūd, 3:130.

[106] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, 1:441.

[107] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, 2:991, ḥadīth no. 1362.

[108] Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, Wafāʾ al-Wafā bi Akhbār Dār al-Muṣṭafā, 1:89.

[109] Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, 3:20, ḥadīth no. 1867.

[110] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, 2:991, ḥadīth no. 1362.

[111] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, 2:998, ḥadīth no. 1374.-

[112] Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Naysābūrī, Ṣaḥīḥ Muslim, 2:999, ḥadīth no. 1372.

[113] Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Aḥmad al-Samhūdī, Wafāʾ al-Wafā bi Akhbār Dār al-Muṣṭafā, 1:90.